اناللہ وانا الیہ راجعون ، حضرت مولانا محمد الیاس، مخلص عالم دین اور مجاہد اور بے باک وارث رسول تھے۔ انہوں نے چالیس سال تک بغیر کسی لالچ وطمع کے اہالیان لاہور کی علمی و دینی خدمت کی۔ دین کے فروغ وغلبہ کے لیے سخت مجاہدات کئے اور بدعات کا مقابلہ کیا سپریم کورٹ تک مقدمات گئے مگر آپ نے اپنا کام ہر حال جاری رکھا آپ کی ایک ممتاز حیثیت یہ تھی کہ اسباب و ذرائع کے باوجود اس دنیا سے تقریباً لاتعلق رہے اپنے اکابر اور سلف صالحین سے بے پناہ محبت تھی اللہ نے ایک فرزند دیا ان کا نام بھی حضرت گنگوہی کی نسبت سے رشید احمد رکھا حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کے بھلیجے، حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب کے عزیز اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ کے خلفاء سے تھے۔ ادارہ تینوں حضرات اور جملہ پسماندگان کے تعزیت کناں اور ان کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے۔ نماز جنازہ حضرو میں پڑھائی گئی، دارالعلوم حقانیہ سے نائب مہتمم حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب دیگر اساتذہ کرام اور طلبہ نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی دارالعلوم میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ اور غلام نبی جانبازؒ سب حضرات کے لیے باقاعدہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا باری تعالیٰ مرحومین کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔

جناب مرزا غلام نبی جانباز

جہاد آزادی کے نامور سپوت، فقر و درویشی اور حمیت دینی کا مجسمہ، برصغیر پاک و ہند کی ،، رسالہ تاریخی حقیقتوں کا امین اور منصف مصنف اور مجلس احرار اسلام کے آخری سپاہی شاعر اسلام مرزا غلام نبی جانباز بھی ۱۹ نومبر ۱۹۹۲ء کو شدید اور طویل علالت کے بعد ۸۱ برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت جانباز کی تمام زندگی، ان کی تمام مساعی، ان کے شب و روز اور ان کی زندگی کے تمام اہداف، دین کی عظمت اور حریت و جہاد کا تسلسل، فقر و درویشی کی محبت، علم پروری، تصنیف و تالیف اور مسلسل دینی کام اور ملک و ملت کی مخلصانہ خدمت تھی قومی و ملی اور جماعتی کاز میں جس طرح وہ اغیار کے ہاتھوں اٹھارہ برس جیل کی بند کوٹھڑیوں میں اذیت ناک سزائیں خندہ جبینی سے برداشت کرتے رہے اس کی مثال بھی وہ آپ تھے پھر اجتماعی زندگی میں جب وسائل نہ تھے اغیار تو اغیار اپنے بھی گریزاں تھے زندگی کے مسائل اس پر مستزاد، معاشی اور معاشرتی پریشانیاں تو لازمۂ حیات ہوتی ہیں مگر بایں ہمہ یہ مرد درویش اپنی راہ نکال لیتا ہے تاریخ کی ترتیب اور فکر کے نئے نئے زاویے بناتا اور اپنی قوم کے جوانوں میں لٹاتا رہا تصنیفی اور تالیفی لحاظ سے وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے ایک اکیڈمی تھے ایک تحریک تھے وہ مصنف بھی تھے مولف بھی، مورخ بھی تھے اور نقاد بھی، پھر ناشر بھی خود تھے طباعت کے ہفت خواں بھی خود سر کرتے اور پھر اس میں کامیاب بھی رہتے مرحوم اب نہیں رہے مگر انکے تاریخی کارنامے، قربانیاں اور وقیع تالیفات و تصنیفات انکا عظیم اور لازوال صدقہ جاریہ ہیں ادارہ مرحوم کے پسماندگان کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے باری تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔